International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 126-144

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

پاکستان میں معاشی بحران کے اسباب واثرات اور احادیثِ نبویہ کے تناظر میں ان کا تدارک

THE CAUSES AND EFFECTS OF THE ECONOMIC CRISIS IN PAKISTAN AND THEIR REMEDY IN THE CONTEXT OF PROPHETIC AHADITH

Saba Aorangzaib
Lecturer Islamic Studies, Govt Graduate College for Women Baghbanpura, Lahore (GGCW, Baghbanpura, Lahore).
Email:* *sabas1211@gmail.com
https://orcid.org/0009-0009-1752-2546

Dr Shahzada Imran Ayub
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus Lahore.
Email : *Shahzada.imran@ue.edu.pk*
https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

Siddiqua Aslam Qureshi
Visiting Lecturer Quran Translation, University of Punjab, Lahore.
Email: *saddiqa.aslam143@gmail.com*
https://orcid.org/0009-0005-0697-613X

Abstract

Economic crisis is a major challenge facing Pakistan today. It is caused by multiple factors, including corruption, greed, political instability, inequality, external debt burden, brain drain, weak institutions, environmental degradation and global economic conditions. The effects of economic crisis are also devastating, including poverty, hunger, social unrest, and environmental damage. Hadiths E Nabwi Sal-Allah-u-Alaih-i-Wasalam guide us on the right path and offer valuable guidance on the causes, effects, and solutions of economic crisis. Hazrat Muhammmad Sal-Allah-u-Alaih-i-Wasalam taught that we

CC BY

should avoid greed, corruption, promote social justice, economic equality and protect the environment. He also taught that we should be kind and compassionate to those in need. He also taught that we should be honest and fair in our business dealings. The teachings of Hazrat Muhammmad Sal-Allah-u-Alaih-i-Wasalam are the key to success.

***Key Words**: Economic crisis, corruption, greed, political instability, inequality, external debt burden, brain drain.*

موضوع کا تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے انسانوں کے لیے فلاح دارین کا نظریہ بھرپور طریقے سے پیش کیا ہے۔ اسی لیے اسلام میں جہاں عاقبت سنوارنے کے طریقے سکھائے گئے ہیں، وہاں موجودہ زندگی میں بھی کامیابی حاصل کرنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ پھر اسلام نے دونوں جہانوں کی کامیابی کے نظریئے کو اس طرح باہم مربوط کر کے پیش کیا ہے کہ ایک کے بغیر دوسرے کی کامیابی کا تصور ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جہاں عبادت کے طور طریقے سکھائے گئے ہیں، وہاں زندگی گزارنے کے اصول اور مسائل کا حل بھی بیان کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن میں سے ایک اہم مسئلہ معاش کا ہے۔ موجودہ معاشی بحران کے بہت سے اسباب و عوامل ہیں، جن میں سے بعض طویل مدتی ہیں اور بعض قلیل مدتی۔ ان عوامل کے اثرات معاشرتی، اخلاقی، سیاسی اور تعلیمی نظام وغیرہ تمام شعبوں پر پڑتے ہیں، لیکن چونکہ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات اور حیاتِ نبوی کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے لہذا نبوی تعلیمات کے ذریعے ان تمام مسائل کا حل بلاشبہ ممکن ہے۔ سنتِ نبوی اور احادیث میں ان مسائل کے حل کے لیے واضح احکامات دیئے گئے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں پاکستان میں معاشی بحران کے انہی اسباب واثرات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں ان کے حل کو پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

معاشی بحران کے اسباب

عصر حاضر میں معاشی بدحالی کی بنیادی وجہ قرآن و سنت سے اعراض کو قرار دیا جائے تو بے جانہ ہو گا۔ بلاشبہ جو شخص قرآن و سنت پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کو پورا کر دیتا ہے اور جو قرآن و سنت سے اعراض کرتا ہے اللہ اس کے لیے دنیامیں رزق تنگ فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیامیں تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔"[1]

یہاں ذکر سے مراد صرف اذکار و ادعیہ ہی نہیں بلکہ ہر عمل میں یادِ الٰہی اور مکمل اسلامی احکامات پر عمل ہے کیونکہ نافرمانی اور برے کام رزق میں تنگی کی وجہ بنتے ہیں۔ ناشکری اور ہر وقت شکوہ کرتے رہنا بھی بے برکتی کی وجہ بنتا ہے۔

بندہ جب اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہو، تب اللہ اس کے لیے اپنی برکت کے دروازے بند کر دیتا ہے اور محتاجی اور فقیری کے دروازے کھول دیتا ہے۔ مالی معاملات میں دھوکہ دہی، جھوٹ، خیانت اور زکوۃ ادا نہ کرنا بھی مالی معاملات کی تباہی کی ایک اہم وجہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ "دردناک سزا کی خوشخبری دو اُن کو جو سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔"2 اور حدیث نبوی ہے کہ "خیرات کو مت روک ورنہ تیرا رزق بھی روک دیا جائے گا۔"3 بلاشبہ ایسا مال عذاب کا سبب ہے جسے جمع کیا جائے اور اللہ کی راہ میں اس کی مخلوق کی خدمت کے لیے خرچ نہ کیا جائے کیونکہ گردشِ دولت اور مخلوقِ خدا کی خدمت جو اللہ کی رضا کے لیے کی جائے اسی میں مسلمانوں کی معاشی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

طویل مدتی عوامل

پاکستان میں معاشی بحران کے بہت سے اسباب ہیں، جن میں سے کچھ تو طویل مدتی ہیں اور کچھ قلیل مدتی ہیں جو مختصر مدت میں معاشی تباہی کا سبب بنے ہیں۔ ایسے عوامل جو طویل مدت سے معاشی تباہی کا سبب بن رہے ہیں اور زہر کی طرح اس کی بنیاد کو کمزور کر رہے ہیں ان کو ختم کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ نہ صرف معاشی بگاڑ کا سبب بنتے ہیں بلکہ معاشرتی تباہی کا بھی پیش خیمہ ہیں۔ ایسے چند اسباب و وجوہات ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

معاشی عدم مساوات:

یہ ایک ایسی صورتحال ہے جس میں وسائل اور آمدنی کا بڑا حصہ ایک چھوٹے گروہ کے پاس ہوتا ہے، جبکہ زیادہ تر لوگوں کے پاس بہت کم وسائل ہوتے ہیں جس کے ذریعے وہ بمشکل اپنی ضروریاتِ زندگی کا انتظام کر پاتے ہیں۔ یہ ایک طویل مدتی مسئلہ ہے جس نے معاشی ترقی اور استحکام کو روک رکھا ہے اور سماجی عدمِ استحکام اور عدمِ مساوات کو بڑھایا ہے۔ اس وجہ سے پاکستان میں بہت سے جرائم اور مسائل پیدا ہوئے ہیں۔

صنعتی نظام میں اجارہ داری:

موجودہ معیشت کا نظام جسے آزاد منڈی کی معیشت کہا جاتا ہے، اس پر مبنی ہے کہ مارکیٹ کے قوانین خود بخود معاشی ترقی اور استحکام کو فروغ دیں گے۔ آزاد منڈی کی معیشت میں، حکومت کا کردار کم سے کم ہوتا ہے اور معاشی سرگرمیوں کو آزادانہ طور پر مارکیٹ کے قوانین کے تحت چلنے دیا جاتا ہے۔ اس سے انتہا پسندانہ سرمایہ کاری ہوتی ہے، جس میں بڑے پیمانے پر خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ جب یہ سرمایہ کاری ناکام ہو جاتی ہے، تو اس سے معاشی تباہی ہوتی ہے۔ آزاد منڈی کی معیشت میں، معاشی حالات جلدی سے تبدیل ہوتے ہیں۔ اس سے معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے، جس سے کساد بازاری، افراطِ زر، بے روزگاری اور دیگر معاشی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ پاکستان میں صنعتی نظام کے چند ہاتھوں میں مرکوز ہونے کی وجہ سے ان خاندانوں کی اجارہ داری پیداوار میں نقصان کا سبب بنی ہے۔

سیاسی عدم استحکام:

پاکستان میں کئی دہائیوں سے سیاسی عدم استحکام ایک دائمی مسئلہ رہا ہے۔ اس سے ترقیاتی منصوبوں اور پالیسیوں میں غیر یقینی صورتحال پیدا ہوتی رہی ہے اور معاشی مسائل میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ سیاسی مسائل معاشی مسائل کی ایک اہم وجہ ہیں جیسے کہ خانہ جنگی یا انقلاب سے معیشت کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ سیاسی عدمِ استحکام کی وجہ سے پاکستان میں سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوئی ہے، کاروبار بند ہوئے ہیں اور عوامی عدم اطمینان میں اضافہ کی وجہ سے معاشرتی جرائم میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ کچھ سالوں کے سیاسی مسائل سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی تک اس اہم مسئلہ پر قابو نہیں پایا جاسکا جس کی وجہ سے پاکستان کا معاشی بحران سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔

بیرونی قرضوں کا دباؤ:

پاکستان پر بیرونی قرضوں کا بوجھ ایک بڑا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے ملک کی معیشت اور سیاست دونوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بیرونی قرضوں سے حکومت کو سود کی ادائیگی میں بڑی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے، جس سے معاشی وسائل میں کمی آتی ہے اس سے معاشی ترقی رک جاتی ہے اور مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ بیرونی قرضوں کا ایک اور منفی اثر یہ ہوتا ہے کہ حکومت کو کچھ ایسے اقدامات کرنے پڑتے ہیں جن کی وہ خود خواہش نہیں رکھتے مثال کے طور پر، حکومت کو اپنے بجٹ میں کٹوتیاں کرنی پڑتی ہیں اور پالیسیوں میں آئی ایم ایف کی شرائط کو پورا کرنے کے لیے ایسی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں جو ملکی مفاد کے خلاف ہوتی ہیں۔ بیرونی قرضوں کا بوجھ ایک سنگین مسئلہ ہے اور پاکستان کے معاشی بحران کا ایک اہم سبب ہے۔

ٹیکنالوجی اور تحقیق کا فقدان:

جدید دور میں ٹیکنالوجی، تعلیم اور تحقیق کا ملک کی معیشت میں ایک اہم کردار ہے۔ ٹیکنالوجی سے کاروبار کو زیادہ موثر بننے میں مدد ملتی ہے، جبکہ معیاری تعلیم سے لوگوں کو مہارتیں اور علم ملتا ہے جو انہیں روزگار تلاش کرنے اور معاشی ترقی میں حصہ لینے میں مدد کرتا ہے۔ تحقیق کے ذریعے ترقی کے نئے راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔ تاہم پاکستان میں ٹیکنالوجی، تعلیم اور تحقیق سے دوری معاشی بحران کا اہم سبب ہے۔ پاکستان کا صنعتی، تعلیمی، عدالتی، قانونی اور پیداواری نظام ابھی بھی روایتی طریقوں سے کام کر رہا ہے، جو موجودہ جدید مسائل کے حل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ہنر مند افراد کی قلت:

پاکستان میں ہنر مند افراد کی قلت بھی ایک اہم سبب ہے جو ملک کی معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ پاکستان میں تعلیمی نظام زیادہ تر نظریاتی ہے اور اس میں عملی مہارتوں پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ نتیجتاً بہت سے طلبا سکول سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس کوئی قابل قدر مہارت نہیں ہوتی۔ ہنر مند افراد کی قلت کی ایک اہم وجہ Brain

Drain یعنی اعلیٰ ہنر مند اور تعلیم یافتہ لوگوں کا اپنے ملک سے دوسرے ملک کو بہتر مواقع کی تلاش میں ہجرت کا نام ہے۔ پاکستان کو اس کے سبب اپنے سب سے قیمتی اثاثے یعنی انسانی سرمائے سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ جب اعلیٰ ہنر مند اور تعلیم یافتہ لوگ ملک چھوڑتے ہیں تو وہ اپنا علم، ہنر اور تجربہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اس سے معیشت کے اہم شعبوں جیسے کہ صحت، تعلیم اور انجینئرنگ میں ہنر مند کارکنوں کی کمی ہو جاتی ہے۔ ہنر مند افراد کی کمی معیشت کے اہم شعبوں میں پیداواری صلاحیت کے نقصان کی صورت میں مرتب ہوتی ہے۔ اس سے اقتصادی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ ملک کو چھوڑنے والوں کی جگہ نئے کارکنوں کو تربیت دینے کے لیے مزید رقم کی سرمایہ کاری کرنی پڑتی ہے۔ اس سے وقت اور سرمائے کا نقصان ہوتا ہے اور منافع بھی کم ہوتا ہے۔

کمزور ادارے:

پاکستان کے ادارے کمزور اور مسائل کے حل میں غیر فعال اور ناکارہ ہیں۔ اس وجہ سے اقتصادی پالیسیوں کو نافذ کرنا اور سرمایہ کاری کو ترقی دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان طویل مدتی عوامل نے پاکستان کی معیشت پر مجموعی طور پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں اور ملک کے لیے اقتصادی ترقی اور غربت کو کم کرنا مشکل بنا دیا ہے۔ پاکستان کی معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے، اداروں کو مضبوط اور مؤثر بنانا ضروری ہے۔ ادارے ایسے نظام اور ڈھانچے ہیں جو حکومت، کاروبار اور عوام کے درمیان تعلقات کو منظم کرتے ہیں اور ملک میں ترقی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تاہم پاکستان کے ادارے کمزور اور ناکارہ ہیں۔ ان میں شفافیت، کارکردگی اور ذمہ داری کی کمی ہے جس سے اقتصادی مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔

رشوت اور کرپشن:

یہ ایک ایسی صورتحال ہے جس میں کسی شخص یا ادارے کو اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے کے لیے رشوت یا دیگر غیر قانونی طریقوں سے مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اپنے اختیارات جو کہ اللہ نے امانت کے طور پر عطا کیے ہیں ان کا ناجائز استعمال معاشرے میں بہت سے جرائم کو پیدا کرتا ہے۔ کرپشن سے دولت اور وسائل کا غیر منصفانہ تقسیم کا نظام قائم ہوتا ہے۔ کرپٹ لوگ اپنے ذاتی مفادات کے لیے وسائل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں، جس سے دیگر لوگوں کو ان وسائل سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ کرپشن سے کاروبار کو نقصان اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ رشوت اور کرپشن پاکستان میں معاشی بحران کا سب سے اہم سبب ہیں۔

قلیل مدتی عوامل

مختصر مدتی عوامل جن کی وجہ سے معیشت پر منفی اثر پڑتا ہے، معیشت کی ترقی کا سلسلہ رُک جاتا ہے اور بعض اوقات تو اس کی تباہی کے اسباب کئی سال تک جاری رہتے ہیں۔ ایسے چند اسباب پیش خدمت ہیں۔

قدرتی آفات:

آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے موسمیاتی واقعات جیسے خشک سالی، سیلاب، طوفان، زلزلے اور ماحولیاتی آلودگی سے معیشت کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ زرعی پیداواری صلاحیت بھی متاثر ہوئی ہے۔ گزشتہ کچھ سالوں میں ہونے والی موسمیاتی اور ماحولیاتی تبدیلیوں نے پاکستان میں کاروبار کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور ترقی کا عمل نقصان اور تباہی میں تبدیل ہو گیا ہے، خوراک اور دیگر ضروریات کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ جس سے خوراک اور اشیاء ضرورت کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے والے صحت کے مسائل بھی معاشی اخراجات میں اضافہ کر رہے ہیں۔

جنگ:

معاشی تباہی کا ایک اہم سبب جنگ ہے۔ جنگ عظیم اول ہو یا دوم، افغانستان، ایران، عراق اور یوکرین وغیرہ میں جنگی حالات نے عالمی معیشت کو بہت متاثر کیا ہے۔ اس کا ایک بڑا اثر پاکستان پر بھی ہوا ہے جنگ نے توانائی اور خوراک کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے، جس سے مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے۔ جنگ نے سرمایہ کاری اور کاروباری صلاحیت کو متاثر کیا ہے۔ جس سے معاشی ترقی کو نقصان پہنچا ہے اور بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح پاکستان کے معاشی مسائل میں بھی مزید اضافہ ہوا ہے۔

ہجرت اور ترکِ وطن:

اسلام میں سب سے پہلی ہجرت حبشہ اولیٰ، پھر ہجرت حبشہ ثانیہ اور ہجرت مدینہ کے نتیجے میں مہاجرین اپنے مال و متاع مکہ میں چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ آئے لیکن آپ ﷺ نے مواخاۃ کے ذریعے بیروزگاری کے مسئلہ پر قابو پالیا۔ یہ امداد باہمی کی ایسی مثال ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب اور معاشرہ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جہاد افغانستان کے نتیجے میں تیس لاکھ سے زائد افغانی بوڑھے، بچے اور عورتیں جو لڑنے کے قابل نہیں تھے ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور کچھ نے ایران میں پناہ لی۔ عراق کی جنگ میں بے شمار عراقی دوسرے عرب ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جس سے بیروزگاری میں اضافہ ہوا۔ قیام پاکستان کے وقت بھی مہاجرین کی آبادکاری اور مناسب روزگار کی فراہمی سب سے بڑا اور اہم مسئلہ تھا۔[4]

معاشی پالیسیوں میں تبدیلیاں:

جیسا کہ محصولات میں اضافہ یا تجارتی پابندیاں، معیشت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ ان معاشی پالیسیوں میں تبدیلیوں نے پاکستان کی معیشت کو بہت نقصان پہنچایا ہے اس سے نہ صرف پیداوار پر منفی اثر پڑا ہے بلکہ لوگوں کی قوت خرید اور ضروریات زندگی بھی متاثر ہوئی ہے۔

وبائی امراض: مختصر وقت میں وبائی امراض معاشی بحران کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے طاعون، پولیو، ڈینگی، ٹائیفائڈ اور کرونا COVID-19 وغیرہ۔ 5 وبائی امراض دنیا بھر کی معیشت کو تباہ کر دیتے ہیں جیسے کرونا نے عالمی معیشت کو متاثر کیا، اسی طرح اس نے پاکستان میں بھی کاروبار کو بند، سفر کو محدود اور صارفین کی خرچ کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیا۔ اس کے نتیجے میں بے روزگاری، افراطِ زر اور معاشی ترقی میں کمی آئی۔

معاشی بحران کے اثرات

عصر حاضر میں معاشی بحران کے اثرات پاکستان میں بہت وسیع اور تباہ کن ہیں۔ یہ اثرات معیشت کے تمام شعبوں پر پڑ ے ہیں، بشمول کاروبار، افراد اور حکومتوں پر۔ معاشی تباہی کے اثرات نے انسانی زندگی کو بھی متاثر کیا ہے۔ افراد کے لئے روزگار، تعلیم اور صحت کے حوالے سے مشکلات پیدا ہوئی ہیں جس سے ان کی معاشرتی زندگی متاثر ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ، معاشرتی تنازعات بڑے ہیں اور سیاسی نظام بھی متاثر ہوا ہے۔

قومی درآمد میں کمی:

مالی بحران کے باعث قومی درآمد میں کمی پیدا ہوئی ہے جس سے حکومت کو خرچ کم کرنا پڑا ہے اور معاشرتی برابری میں تنازعات پیدا ہونے کی وجہ سے مسائل میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

بے روزگاری میں اضافہ:

معاشی بحران کی وجہ سے بہت سے کاروبار بند ہو گئے ہیں یا کام کم ہونے کی وجہ سے بہت سے افراد کو ملازمت سے نکال دیا گیا جس سے بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔ بے روزگاری کی شرح بڑھنے سے لوگوں کی آمدنی میں کمی، معاشی عدم تحفظ اور سماجی عدم استحکام میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

افراطِ زر میں اضافہ:

معیشت کے بحران کی وجہ سے قیمتیں بڑھ گئی ہیں جس سے افراطِ زر میں اضافہ ہوا ہے۔ افراطِ زر کی وجہ سے صارفین کی خریدنے کی صلاحیت کم ہو گئی ہے جس سے کاروباروں کی آمدنی میں کمی اور معاشی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔

مہنگائی میں اضافہ:

معاشی بدحالی کی وجہ سے مہنگائی میں بھی اضافہ ہوا ہے، ضروریاتِ زندگی کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں اور آمدن کم اور اخراجات زیادہ جیسے مسائل کا شکار ہیں۔

معیارِ زندگی میں کمی:

پاکستان میں معاشی بحران افراد کے معیارِ زندگی میں تنزل کا سبب بنا ہے جس سے غذا، صحت، تعلیم، امن اور بنیادی ضروریات کی فراہمی میں بھی کمی ہوئی ہے۔ ادوایات، معیاری علاج اور تعلیم معاشرے کے ایک بڑے طبقہ کی پہنچ سے دور ہو گئی ہیں۔

جرائم میں اضافہ:

معاشی تباہی کا اثر اجتماعی تشدد میں اضافہ کی صورت میں معاشرے میں ظاہر ہوا ہے، جس کی وجہ سے چوری، لوٹ، اور جارحیت جیسے مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔ معاشرے میں جرائم کی شرح بڑھنے سے قومی سلامتی کو خطرہ پیدا ہوا ہے۔

سماجی عدم استحکام میں اضافہ:

معاشی بحران سے سماجی عدم استحکام میں اضافہ ہوا ہے۔ جس سے جرائم، احتجاج اور دیگر سماجی مسائل میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ معاشی تباہی کی صورتحال میں انسانوں کے معاشرتی تنازعات بڑھے ہیں۔ روزگار کی کمی، مالی مشکلات اور بنیادی سیکورٹی کی کمی کی بناپر معاشرتی تنازعات زیادہ پیدا ہوئے ہیں۔

سیاسی تبدیلی:

معاشی بحران کی صورتحال میں عوامی تشدد، سیاسی انقلابات، اور حکومت کی تبدیلی جیسے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ ان حالات میں نہ صرف داخلی معاملات بلکہ خارجی معاملات بھی تباہی کا شکار ہوئے ہیں۔ وبائی امراض: معاشی مسائل کا اثر وبائی امراض کا سبب بنا ہے معاشی تباہی سے وبائی امراض میں بھی اضافہ ہوا ہے، جب لوگ ضروریاتِ زندگی کی اشیاء ہی نہیں حاصل کرسکتے تو بیماری کی صورت میں ادویات کس طرح حاصل کریں گے۔ اس وجہ سے وبائی امراض کی تباہی بھی بہت بڑھ گئی ہے۔

احادیثِ نبویہ کے تناظر میں معاشی بحران کا تدارک

حلال رزق اور تجارت:

عصر حاضر کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات کا سہارا لینا نہایت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں معاشی معاملات سے متعلق اصول وضوابط بیان کیے ہیں اور احادیث نبویہ میں ان احکامات کے عملی پہلوؤں کو مزید واضح کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عمل يَدَيْهِ6

"کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا، اور اللہ کے نبی داوٗدؑ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔"

علاوہ ازیں ایک حدیث میں افضل کمائی کے بارے میں بیان ہوا ہے:

عمل الرجل بیده و کل بیع مبرور7

"انسان کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا اور ہر جائز خرید وفروخت افضل کمائی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں انبیاء کرام کے ذریعے کسب معاش کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم اور مہارتی تربیت کو بہت اہم مانا ہے اور محنت سے حاصل شدہ حلال رزق کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ کے دیئے ہوئے تصورِ معیشت میں ہر شخص کو اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق فکرِ معاش اور کسبِ معاش کرنا لازم ہے۔ غفلت اور سستی کی اجازت قطعاً نہیں ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے رزقِ حلال کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ8 یعنی حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔ آپ نے احسن طریقے سے نفع مند مال کمانے کی تعریف فرمائی ہے۔

إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ9

"انسان کا بہترین کھانا وہ ہے جو اس کی کمائی سے (حاصل) ہو۔"

آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلمَرءِ الصَّالِح10

"اچھا اور بہترین مال اچھے آدمی کے لیے ہے۔"

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلاَ تُؤْتُواْ السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّهُ لَكُمْ قِيَاماً.11

"اور احمقوں کو تم اپنا (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔"

اس حدیث نبوی اور آیت کریمہ سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ انسانی حیات کی استواری میں مال و دولت بنیادی معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے مسئلہ معاش کو براہ راست انسانی زندگی میں نیکی اور بدی کا ایک فیصلہ کن عامل قرار دیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے زندگی کے اعتدال کو بھی معتدل معاشی سرگرمیوں سے مشروط قرار دیا ہے اور میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسلامی معیشت میں بیع و تجارت، کھیتی باڑی اور درختوں کی اہمیت واضح الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ درخت لگانا، کھیتی باڑی کرنا اسلام میں بہت عظمت اور افادیت کی بات ہے۔ ان سے نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور ان کی مدد سے ماحولیاتی اور موسمیاتی مسائل سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ 12.

"کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔"

اسلام نے بنجر اراضی اور بڑے بڑے بیابان علاقوں کو زندہ کرنے اور کھیتی باڑی کے قابل بنانے کے عمل کو بہت اہمیت دی ہے۔ بنجر اور مردہ زمینوں کو آباد کرنے پر اسلام نے اس کی حق ملکیت تسلیم کی ہے۔

اسلام محنت سے حلال رزق کمانے کا حکم دیتا ہے اگر معاشرے کے افراد محنت کرنا چھوڑ دیں تو ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جہاں افراد، معاشرہ کی تخلیقی سرگرمیوں کے بجائے عضو معطل بن جائیں گے۔ سو ایسے افراد کو اسلامی معاشرہ قطعاً گوارا نہیں کرتا۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات ایمان اور تقویٰ ہیں جو معاشی مسائل کے حل کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ ایمان انسان کو محنت اور جدوجہد کرنے کی ترغیب دیتا ہے جبکہ تقویٰ اسے حرام اور ناجائز ذرائع سے مال کمانے سے روکتا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ:

قرآن کریم میں غریبوں، لاچاروں اور مستحقین پر خرچ کرنے کا حکم ہے اسی کو انفاق فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ کسبِ معاش کے بغیر انفاق فی سبیل اللہ ممکن نہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کی یہ فضیلت اور مقام تب ہی میسر آئے گا جب افراد معاشرہ حتی المقدور اپنی تمام تر توانائیوں کو حصولِ رزقِ حلال کے لئے بروئے کار لائیں گے۔ "کسبِ معیشت" اور "ابتغاء رزق" کی اہمیت کو قرآن حکیم نے جابجا بیان کیا ہے:

"فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰه"13

"پھر جب نماز ادا ہو جائے تو زمین میں پھیل ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزقِ حلال) تلاش کرنے لگ جاؤ۔"

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى14

"اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہوگی۔"

سیرتِ نبوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے عامۃ الناس کے مفاد کو ذاتی و انفرادی مفاد پر ترجیح دی ہے۔ تاہم ذاتی حق و ملکیت کی کبھی نفی نہیں کی۔ قرآن حکیم نے جہاں بھی انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی ہے وہاں افرادِ معاشرہ کی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ15

"اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجت مندوں) کا حق مقرر تھا۔"

ضرورت مند کی مدد کرنے سے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ حدیثِ نبوی میں بیان ہوا ہے:

السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، وَكَالَّذِي يَقُومُ اللَّيْلَ وَيَصُومُ النَّهَارَ16

"بیوہ اور مسکین (کی ضروریات پوری کرنے) کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور اس شخص کی طرح ہے جو رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔"

اور یہ بھی فرمانِ نبوی ہے:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. 17

"جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔"

اسلام نے انفرادی حق و مفاد کو بھی تسلیم کیا تاہم کسی فرد یا جماعت کو اسلامی ریاست میں یہ حق نہیں دیا جاتا کہ وہ ایسے معاشی مفاد کے حقوق کا مالک بنے جو عامۃ الناس کے مفاد کے خلاف ہو۔ اسلام اقتصادی مساوات کا حامی ہے اور اس کے لیے مختلف اقدامات تجویز کرتا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور صدقہ فطر جیسے اسلامی فریضے اقتصادی مساوات کو برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے نہ صرف مالی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے بلکہ معاشی برکت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

آج دنیا کا ایک بڑا مسئلہ بیروزگاری ہے۔ مغربی ماہرین معاشیات نے بیروزگاری کا حل زیادہ بچت کو قرار دیا ہے تاکہ اس سے مزید سرمایہ کاری کی جاسکے جبکہ اسلام نے اس کا حل انفاق فی سبیل اللہ کو تجویز کیا ہے جس کی ایک منظم صورت زکوۃ، عشر، جزیہ اور خمس وغیرہ ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ و انفاق کے سلسلے میں مطالبہ کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو تھوڑی بہت استطاعت رکھتا ہے اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور دے۔ اسلام کا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو کل تم نادار ہوگئے تو دوسرے تمہاری مدد کریں گے۔ اسلام خلوص نیت کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہی نیت اور نیک اعمال اللہ کی رحمت اور نعمت کا سبب بنتے ہیں۔

زکوٰۃ و انفاق کی رقم کے ذریعے غربت اور بیروزگاری جیسے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ اگر اسلامی معیشت کے ماہرین کے مشورہ سے ہر سال کی کل موصولہ زکوۃ میں سے جس قدر حصہ فقرا و مساکین کی مد میں صرف کرنا طے ہو اس کو کسی منفعت بخش کاروبار میں لگا دیا جائے یا کوئی صنعت قائم کر دی جائے جس کے حصص اُن بیروزگاروں اور حاجت مندوں کے نام کر دیئے جائیں جو اس سال کی زکوۃ کے مستحق قرار دیئے جائیں تاکہ ان کی آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ بن جائے ،جب انہیں مناسب روزگار مل جائے یا وہ حاجت مند نہ رہیں تو یہی حصص دوسرے بیروزگاروں یا حاجت مندوں کے نام

منتقل کر دیئے جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کاروبار یا صنعت میں ان بیروزگاروں کو مناسب تربیت دے کر کام دے دیا جائے یا یہ خیال رکھا جائے کہ جس علاقے کی زکوۃ ہو اس رقم سے وہاں کوئی صنعت لگا دی جائے تاکہ اس زکوۃ سے اس علاقے کے بیروزگار فائدہ حاصل کر لیں۔18 اس طرح امدادِ باہمی اور وسائل کے صحیح استعمال سے بیروزگاری جیسے اہم مسئلہ پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

سودی نظام کا خاتمہ:

سود انسان میں خود غرضی، تنگ دلی، اخلاق رذیلہ کی پرورش کرتا ہے اور غریب عوام کے استحصال کا بہت بڑا سبب ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں سود کے بارے میں سخت الفاظ سے ممانعت کی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا19

"حالانکہ اللہ نے تجارت (خرید و فروخت) کو حلال کیا اور سود کو حرام۔"

اور حدیث نبوی میں ہے کہ

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَشَاهِدَهُ، وَكَاتِبَهُ20.

"رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس کے گواہ اور لکھنے والے (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔"

سود کے ذریعے معاشرے میں عدم مساوات سے عدم استحکام پیدا ہوتا ہے جو بہت سے جرائم کی وجہ بنتا ہے اس لیے اسلام سود کی بجائے اسلامی قواعد و ضوابط کے مطابق بیع کا حکم دیتا ہے اور دیانت دار تاجر کو دنیا و آخرت میں کامیابی کی خوشخبری دیتا ہے۔امین اور صادق تاجروں کے لیے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ21

"دیانت دار، سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔"

اسلام میں تجارت کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔چھوٹے کاروبار شروع کرنے کے لیے اسلام سود سے پاک قرضے دینے کا حکم دیتا ہے۔اسلام میں بیع کی مختلف اقسام اور طریقے موجود ہیں جن کے ذریعے حلال رزق اور کاروبار کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔مشارکہ اور مضاربہ کے ذریعے معاشی معاملات میں نفع و نقصان کا معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔اسلام میں ہر ایسی بیع سے بھی منع کیا گیا ہے جس کی بنیاد دھوکہ پر قائم ہو۔جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ22

"رسول اللہ ﷺ نے کنکر پھینک کر بیع کرنے اور دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

اسلام میں حلال ذرائع سے کمانا ضروری ہے۔ حلال ذرائع سے کمایا گیا مال پاکیزہ اور برکت والا ہوتا ہے۔ اسلام میں قرض دینا اور لینا ایک جائز عمل ہے، لیکن اس میں سود شامل نہ ہو۔ اسلام میں قرضے کی بنیاد خدمتِ خلق اور قرضِ حسنہ پر قائم ہوتی ہے۔ مومن آپس میں بھائی ہیں، وہ ایک دوسرے کے مال پر باطل طریقے سے قبضہ نہیں کرتے بلکہ دکھ اور تکلیف میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اسلام کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کا درس نہیں دیتا بلکہ مجبوری میں مدد کرنے کا حکم دیتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

معاشرے میں معاشی بحران کا اہم سبب دولت اور وسائل کا چند مخصوص افراد کے ہاتھوں میں سمٹ جانا ہے اور اس کی غیر قانونی اور غیر اخلاقی صورت ذخیرہ اندوزی ہے۔ اسلام میں اس کی سخت ممانعت ہے اور اسے گناہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں رکاوٹ اور عدم مساوات کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے احتکار کی ہر صورت کی مذمت و ممانعت فرمائی ہے۔ اپنی آسائشوں اور تسکین کے لیے معاشرہ و ریاست کے مستحقین اور مفلوک الحال لوگوں کی ضروریات کو نظر انداز کر کے ذخیرہ اندوزی کرنا اسلامی شریعت نے اسے احتکار کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ

مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهمْ ، ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ[23]

"جو مسلمانوں سے کھانے پینے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جذام اور افلاس میں مبتلا کرے گا۔"

اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے سے معاشی تفاوت کا خاتمہ کرے، حقدار اور مزدور کو اس کی اجرت فی الفور ادا کرنے کا نظام پیدا کرے اور معاشرے میں کسی بھی طبقہ کے ساتھ استحصال اور ناجائز ارتکازِ مال کی پابندی کو یقینی بنائے۔ بلاشبہ سنتِ نبوی میں بھی اس کی ممانعت اور وعید ملتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ

لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ[24]

"گناہ گار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔"

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اس لیے ہوئی کہ مال و دولت صرف مخصوص طبقات کے درمیان گردش نہ کرے بلکہ معاشرے کے تمام افراد مستفید ہوں اور اپنی ضروریات پوری کر سکیں، تاکہ معاشرے میں اخلاقی و معاشرتی جرائم نہ پیدا ہوں۔ ماہرین معاشیات نے معاشرے سے معاشرتی عدم مساوات، طبقاتی کشمکش، دولت و ذرائع دولت کا ارتکاز، معاشی وسائل کا اکتناز (Hoarding)، تجارتی اور پیداواری سرگرمیوں کے احتکار کی حوصلہ شکنی اور پروان کی

روک تھام کے مختلف اصول بیان کیے ہیں لیکن پھر بھی مدینہ جیسی ریاست قائم کرنے میں ناکام ہیں۔اسلام میں اس ریاست کا بنیادی اصول تقویٰ تھا جس نے معاشرہ سے ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ کیا اور انفاق فی سبیل اللہ نے گردشِ دولت سے معاشی مسائل کا حل کیا۔

رشوت اور کرپشن کی ممانعت:

دوسروں کا حق مارنے کے لیے فریب اور دھوکہ کی نہایت بدنما صورت رشوت اور کرپشن ہے، اس سے نہ صرف معاشی نظام تباہ ہوتا ہے بلکہ اخلاقی، معاشرتی، عدالتی، تعلیمی اور سیاسی نظام بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل مالی تنظیم، معاملات میں انصاف اور مشترکہ مالی تعاون کے ذریعے ممکن ہے۔ حدیثِ نبوی میں بیان ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو زکوۃ (کی وصولی) پر عامل بنایا، وہ کچھ مال لے کر آیا، نبی ﷺ کو دیا اور کہا: یہ آپ لوگوں کا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا:" تم اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھے، پھر دیکھتے کہ تمہیں ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟25۔ اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔26

رشوت اور کرپشن ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے معاشرہ میں عدل و انصاف اور قانون کی حکمرانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔ رشوت کے نتیجے میں عوام میں حکومت کے اعتماد کا خاتمہ اور جرائم میں اضافہ ہوتا ہے۔ معاشی ترقی میں اس رکاوٹ کو ختم کرنے کے لیے حکومت اور عوام دونوں کو مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو رشوت اور کرپشن کے خلاف سخت قوانین بنانے اور ان پر عمل درآمد کرنے کی ضرورت ہے۔ عوام کو بھی رشوت اور کرپشن کے خلاف اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے مسائل کا خاتمہ تقویٰ اور ایمان کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

کفایت شعاری:

اسلام میں وسائل کا درست استعمال ایک اہم اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور اس میں موجود تمام وسائل کی حفاظت اور صحیح استعمال کی ذمہ داری سونپی۔ اسلام میں کفایت شعاری اور سادگی کی بہت اہمیت ہے، اسلام اسراف و تبذیر کی مذمت اور ممانعت کرتا ہے کفایت شعاری سے مراد اپنے وسائل کو ضرورت کے مطابق استعمال کرنا اور حد سے آگے نہ بڑھنا ہے۔ اسلام میں کفایت شعاری کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کئی آیات اور احادیث موجود ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ27

"اور کھاؤ اور پیو، لیکن اسراف نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

کفایت شعاری ایک نعمت ہے۔ اس سے بے شمار معاشی مسائل کا حل ممکن ہے اس سے نہ صرف مہنگائی اور قرضوں پر قابو پایا جاسکتا ہے بلکہ ضروریات کے تحت وسائل کا درست استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے لیکن ان وسائل اور نعمتوں کا صحیح استعمال ہی مخلوق خدا کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ دریا، سمندر، پہاڑ اور زرخیز زمین وغیرہ جیسے قدرتی وسائل انسانی زندگی کے لیے نہایت ضروری ہیں، اس لیے ان کا تحفظ اور صحیح استعمال بھی ضروری ہے تاکہ اس کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔ ان وسائل کی منصفانہ تقسیم بھی ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ بعض لوگ ان وسائل کا استعمال آسائش کے طور پر کریں گے اور بعض ضروریات زندگی کے حصول کے لیے۔

حدیث نبوی میں بیان ہوا ہے کہ کھاؤ، پیو، صدقہ کرو اور پہنو، بس تکبر اور اسراف نہیں ہونا چاہیے۔[28] اسلام میں اسراف و تبذیر سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ جو شخص اسراف کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلام ہمیں میانہ روی اور اعتدال کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ دنیا مانگنے میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ جو تمہارے نصیب میں لکھ دیا گیا ہے وہ تمہیں مل کر رہے گا۔[29] حلال رزق کا حاصل ہونا رحمت اور نعمت ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس کا استعمال بھی اعتدال اور میانہ روی سے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ نیک آدمی کے لیے حلال مال ایک نعمت ہے۔[30]

اسلام تعاون اور ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام میں حکومت کا ایک اہم کام اسلامی معاشی نظام کو مضبوط بنانا ہے تاکہ معاشی مسائل کا خاتمہ ہو سکے۔ حکومت کو ایسے قوانین اور اقدامات کرنے چاہییں جو معاشی استحکام اور خوشحالی کو فروغ دیں۔ احادیث کی روشنی میں معاشی مسائل کے حل کے لیے ایک جامع حکمت عملی موجود ہے۔ اس حکمت عملی پر عمل کرنے سے معاشی استحکام اور خوشحالی کو فروغ مل سکتا ہے کیونکہ ان تعلیمات کی اہمیت کو تسلیم تو کیا جاتا ہے لیکن ضروری یہ ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد اسلامی تعلیمات پر عمل کرے۔

خلاصہ بحث

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے معاشیات کے لیے بھی واضح رہنمائی فراہم کی ہے جو عصر حاضر میں پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے لیے ایک جامع حکمت عملی ہے۔ نبی ﷺ کی معاشی تعلیمات اپنے معنی و مفہوم اور روح کے لحاظ سے پوری انسانی دنیا میں انفرادیت کی حامل ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات پر خلوصِ نیت سے عمل کیا جائے۔ اسلام ہمیں گردش دولت اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیتا ہے جس کے ذریعے معاشی عدم مساوات کا خاتمہ ہوتا ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کے مال میں مخلوق خدا کا بھی حق ہے اور اسلامی عبادات جیسے زکوۃ، قربانی اور صدقات وخیرات وغیرہ اسی کی تلقین کرتی ہیں۔ اسلامی معاشی نظام ہرگز

ایسا نہیں کہ امیر امیر تر ہوتا چلا جائے اور غریب غریب تر بلکہ اسلام ہمیں مساوات، امدادِ باہمی اور اخوت کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی نظامِ تجارت میں ناپ تول کے اصول بیان ہوئے ہیں، ملازمت کی صورت میں اپنے اعمال میں ذمہ داری اور اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف انسان کو اپنے عہدے کے ناجائز اختیارات کی بجائے امانت کا تصور پیدا کرتا ہے۔اسلام بے روزگاری کا حل انفاق فی سبیل اللہ اور بیع و تجارت کے ذریعے پیش کرتا اور رزقِ حلال کمانا ضروری قرار دیتا ہے۔اسلام دولت میں اضافے کی بجائے رزق میں برکت کے تصور کو پیش کرتا ہے۔اسلام مہنگائی کا حل کفایت شعاری کے تصور سے بیان کرتا ہے۔اسلام اسراف و تبذیر کی ممانعت کرتا اور میانہ روی کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کرپشن، رشوت اور سود جیسے مسائل کو ایمان و تقوی کے ذریعے حل کرنے کا حکم دیتا ہے۔جنگ، قدرتی آفات، ہجرت اور سیاسی مسائل کے حل کے لیے سیرتِ نبوی سے بہترین حکمت عملی انسان کی رہنمائی کے لیے موجود ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] Ta-Ha 20: 124

طٰہ، 20 : 124

[2] At-Tawbah 9: 34

التوبة، 9: 34

[3] Al-Bukhārī, Muhammad Ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al-Jāmi' Al-Saḥīḥ (Al-Riādh: Dāar Al- Hadarah, 2015). Hadis: 1433

البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، (الریاض: دارالحضرۃ، 2015)، رقم الحدیث: 1433

[4] Prof, Dr Muhammad Naeem Sadique, Islam aur Jadeed Muashi Tasawurat (Lahore, Maktabah Danaeyal, 2015), p:767

پروفیسر، ڈاکٹر نعیم صدیقی، اسلام اور جدید معاشی تصور، (لاہور: مکتبہ دانیال، 2015)،ص: 767۔

[5] Butt, S., Jaffar, S., & Haroon, Z. (2021). Impacts of Covid-19 on Religious Seminaries & Educational Sectors of Pakistan: A Scholastic Approach. Journal of Religious and Social Studies, 1(02 Jul-Dec), 1-16.

[6] Sahih Bukhari, Kitab al-Buyoo, Bab Kasb al-rajul wa amalihi byadihi, Hadith no: 2072

صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم الحدیث: 2072

[7] Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Bayhaqī, Al-Sunan al-Kubra (Beirut: Dar Al Kotob Al ilmiyah, 2003)۔ 5/432, Hadis 10397.

البیہقی، ابوبکر احمد ابن حسین، علی ابن موسیٰ الخوارزمی، السنن الکبریٰ، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2003)5: 32، رقم الحدیث: 10397

[8] Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Bayhaqī, Shu'ab Al Iman ((Al-Riādh: Al Rushad, 2003). Hadis 8367.

البیہقی، ابوبکر احمد ابن حسین، علی ابن موسیٰ الخوارزمی، شعب الایمان، (الریاض: الرشد، 2003)5: 32، رقم الحدیث: 8367

[9] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Rabʿī al-Qazwīnī, Sunan Ibn Majah (Al-Riādh: Dāar Al- Hadarah, 2015), Hadis 2137.

ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد ابن یزیدی، ابن ماجہ العربی القزوینی، سنن ابن ماجہ(الریاض: دارالحضرہ، 2015)، 2137

[10] Al-Bukhārī, Muhammad Ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Al Adab Al Mufrad (Cairo: Al Salfiyah, 1375h), Hadis 299

البخاری، محمد بن اسماعیل، الآدب المفرد،(السلفیہ، 1374ھ)، 299

[11] An-Nisa 4: 5

النساء، 4: 5

[12] Sahih Bukhari, Hadith no: 2320.

صحیح بخاری، رقم الحدیث: 2320

[13] Al-Jumu'ah 62:10

الجمعہ، 62: 10

[14] An-Najm 53:39

النجم، 53: 39

[15] Adh-Dhariyat 51:19

الذاریات، 51: 19

[16] Sunan Ibn Majah, Hadith no: 2140.

سنن ابن ماجه، رقم الحديث: 2140

[17] Sahih Bukhari, Hadith no: 2067.

صحيح بخارى، رقم الحديث: 2067

[18] Prof, Dr Muhammad Naeem Sadique, Islam aur Jadeed Muashi Tasawurat. 768.

پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی، اسلام اور جدید معاشی تصور، 768

[19] Al-Baqarah 2:275.

البقرة، 2: 275

[20] Abū Dāwūd,Sulemān Ibn,Ashas ibn Isḥāq al-Azdī al-Sijistānī , Al-Sunan (Al-Riādh: Dāar Al-Hadarah, 2015). Hadith no: 3333.

ابو داؤد، سليمان بن اشعث الازدى السجستانى، السنن،(الرياض: دارالحضره، 2015) 3333

[21] Sunan Ibn Majah, Hadith no: 2139.

سنن ابن ماجه، رقم الحديث:2139

[22] Muslim Ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Sahih Muslim, (Al-Riādh: Dāar Al- Hadarah, 2015). Hadith no: 3808.

مسلم بن حجاج القشيرى، صحيح مسلم، (الرياض: دار الحضره،2015)،رقم الحديث: 3808

[23] Sunan Ibn Majah, Hadith no: 2155.

سنن ابن ماجه، رقم الحديث: 2155

[24] Sunan Ibn Majah, Hadith no: 2154.

سنن ابن ماجه، رقم الحديث: 2154

[25] Sahih Muslim, Hadith no: 4739.

صحيح مسلم، رقم الحديث: 4739

[26]Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā at-Tirmidhī, Jamia At Tirmidhi, (Al-Riādh: Dāar Al- Hadarah, 2015). Hadith no: 1337.

ابو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ الترمذى، الجامع الترمذى، (الرياض: دارالحضره، 2015)، رقم الحديث: 1337

[27] Al-A'raf 7:31

الاعراف، 7: 31

[28] Musnad Ahmad, Hadith no: 9334.

مسند احمد، رقم الحدیث: 9334

[29] Al-Hakim, Abu Abd-Allah Muhammad ibn Abd-Allah al-Hakim al-Nishapuri, Al-Mustadrak 'ala al-Sahihayn (Cairo: Daar ul Haramain, 1997). Hadith no: 2186.

الحاکم، ابوعبدالله محمد ابن عبدالله الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین،(دارالحرمین، 1997)،رقم الحدیث: 2186

[30] Mustadrak Hakim, Hadith no: 2183.

مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 2183